# عصمت خاتم الانبیاءؐ

سید ثاقب اکبر*

نبوت کی ضرورت اور حکمت کو سامنے رکھتے ہوئے نبوت عامہ کے لیے عصمت کے دلائل بدرجۂ اتم رسول اکرم خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صادق آتے ہیں۔ہم یہاں پر قرآن حکیم کی اس آیہ مجیدہ کی طرف توجہ مبذول کرواتے ہیں:

"یَاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّکُمْ فُرْقَانًا" (1)

یعنی: "اے ایمان والو اگر تم اللہ کا تقویٰ اختیار کرو تو وہ تمھارے لیے فرقان قرار دے دے گا۔"

"فرقان" حق و باطل میں فرق اور تمیز کرنے کو کہتے ہیں۔جب عام مومنین کو تقویٰ اختیار کرنے کے نتیجے میں یہ صلاحیت حاصل ہو جاتی ہے تو مومنوں اور متقیوں کے امام الائمہ اور سید المرسلینؐ کے لیے درجۂ فرقان کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ایک عام مومن کو بھی مقام فرقان حاصل ہو جائے تو اُس سے توقع نہیں کی جا سکتی کہ وہ حق کا راستہ ترک کرکے جان بوجھ کر باطل کا راستہ اختیار کرے گا چہ جائے کہ سید الانبیاءؐ۔

## رسول اکرم ﷺ کی عصمت پر دلالت کرنے والی چند آیات

قرآن حکیم میں بہت سی ایسی آیات ہیں جو آنحضرتؐ کی عصمت پر دلالت کرتی ہیں۔ان میں ایسی آیات بھی شامل ہیں جو آپؐ کی بلااستثناء اور مطلق اطاعت کا حکم دیتی ہیں۔

"یَاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَالرَّسُوْلِ" (2)

یعنی: "اے ایمان والو! اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسولؐ کی اور اپنے میں سے اولوالامر کی، پس اگر کسی شے میں تمھارے درمیان تنازع ہو جائے تو اسے اللہ اور اس کے رسول کی طرف پلٹا دو۔"

"مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ" (3)

یعنی: "جس نے رسول کی اطاعت کی یقیناً اس نے اللہ کی اطاعت کی۔"

اس کے علاوہ دیکھیے سورہ تغابن آیت ۱۲۔ سورہ آل عمران ۱۳۲، نساء ۶۹، عمران ۳۲، وغیرہ ان آیات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ رسولؐ اکرم کی اطاعت مطلق ہے، یہاں تک کہ رسولؐ ہی کی اطاعت کو اللہ کی اطاعت قرار دیا گیا ہے نیز یہ بھی واضح کر دیا گیا ہے کہ اگر کسی مسئلے میں اہل ایمان میں کوئی تنازع یا اختلاف پیدا ہو جائے تو اس میں بھی آخری فیصلہ رسولؐ ہی کا قرار پائے گا۔یہ آیات اس لحاظ سے آنحضرتؐ کی عصمت پر دلالت کرتی ہیں کہ اگر فرض کیا جائے کہ (معاذ اللہ) آپؐ سے خلاف عصمت کوئی کام سرزد ہو سکتا ہو تو پھر اس میں بھی آپؐ کی پیروی اور اطاعت کا حکم منجانب اللہ فرض کیا جائے گا جبکہ ایسا ممکن نہیں کہ اللہ کی طرف سے معصیت میں کسی بھی شخص کی اطاعت کا حکم دیا جائے۔

بعض آیات میں "ط و ع" کے بجائے "ت ب ع" کا مادہ استعمال کیا گیا ہے۔یہ بھی پیروی ہی کا مفہوم دیتا ہے مثلاً:

---

*۔ محقق، دانشور، شاعر، صدر نشین، البصیرہ، اسلام آباد

"قُلۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ تُحِبُّوۡنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوۡنِیۡ یُحۡبِبۡکُمُ اللّٰہُ" (4)

یعنی: " کہیے اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو پھر میری پیروی کرو اللہ تم سے محبت کرنے لگے گا۔"

اس میں بھی رسول اللہ ﷺ کی مطلق اتباع کا حکم دیا گیا ہے بلکہ اللہ سے محبت کا دعویٰ اس وقت تک درست ثابت نہیں ہو سکتا جب تک کوئی شخص آنحضرتؐ کی اتباع نہ کرے اور اگر کوئی شخص مطلق طور پر آپؐ کی اتباع کا راستہ اختیار کر لے تو وہ اللہ کا محبوب بن جائے گا۔ گویا محبوب پروردگار بننے کے لیے آنحضرتؐ کی مطلق اطاعت ضروری قرار دی گئی ہے اور یہ امر واضح ہے کہ کوئی شخص بھی معصیت کا راستہ اختیار کر کے محبوب پروردگار نہیں بن سکتا۔

## رسول اکرمؐ تمام انبیاء پر گواہ ہیں

قرآن حکیم میں آنحضرتؐ کو تمام انبیاء پر گواہ قرار دیا گیا ہے جیسا کہ ارشاد رب العزت ہے:

"فَکَیۡفَ اِذَا جِئۡنَا مِنۡ کُلِّ اُمَّۃٍۭ بِشَہِیۡدٍ وَّ جِئۡنَا بِکَ عَلٰی ہٰۤؤُلَآءِ شَہِیۡدًا" (5)

یعنی: " پس اُس وقت کیسا ہو گا جب ہر امت میں سے ہم گواہ لائیں گے اور آپ کو ان سب گواہوں پر بطور گواہ لے کر آئیں گے۔"

ہم جانتے ہیں کہ ایک عام گواہ کے لیے بھی عدالت شرط ہے۔ اس آیت میں رسول گرامی اسلامؐ کو تمام انبیاء پر روز قیامت گواہ کے طور پر پیش کیے جانے کی خبر دی جا رہی ہے۔ ہمیں یاد رکھنا چاہیے کہ تمام انبیاء معصوم ہیں اور معصوموں کے اوپر جو ہستی گواہ ہو اُسے ہر لحاظ سے اکمل ہونا چاہیے۔ اس کی وضاحت استاد جوادی آملی نے بہت خوبصورتی سے کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

" آنگاہ او باید معصومانہ برھمۂ جزئیاتی کہ در جھان امکان، در حیطۂ انسانیت می گذرد و مربوط بہ ھمۂ امم ھست، شھادت بدھد، ھمۂ رسالتھا، خلافتھا، نبوتھا و ولایتھا زیرپوشش شھادت شھید الشھدا است کہ وجود مبارك انسان کامل، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم است و در حیطۂ این شھادت مطلقہ نہ جھل را راھی است ونہ در حرم امن این شھادت بیکران سھو و نسیان را منزلگاھی! زیرا او مظھر "اللہ" واسماء حسنای او ست۔" (6)

یعنی: " ایسے میں ضروری ہے کہ آپ جہانِ امکان کی ان تمام جزئیات کی معصومانہ گواہی دیں جو انسانیت کے حیطے اور دائرے میں آتی ہیں اور تمام امتوں سے مربوط ہیں۔ تمام رسالتیں، تمام خلافتیں، نبوتیں اور ولایتیں شہید الشہدا کی شہادت کے ماتحت ہیں کہ جو انسان کامل یعنی رسول اکرم ﷺ کا وجود مبارک ہے۔ شہادت مطلقہ کے اس دائرے میں جہل کے لیے راستہ ہے اور نہ اس بے کراں شہادت کے حرمِ امن میں سہو و نسیان کے لیے کوئی مقام ہے کیونکہ وہ اللہ اور اُس کے اسمائے حُسنیٰ کا مظہر ہے۔"

زیر نظر آیہ مجیدہ کی حقیقت کو سمجھنے کے لیے ان احادیث مبارکہ کو بھی پیش نظر رکھنا مفید ہے۔

i۔ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

"اول ما خلق اللہ نوری"

یعنی: " اللہ نے سب سے پہلے میرے نور کو خلق فرمایا۔"

معروف مفسر علی بن ابراہیم قمی اس حدیث کے حوالے سے لکھتے ہیں:

" المؤید بقولہ تعالیٰ قُلۡ اِنۡ کَانَ لِلرَّحۡمٰنِ وَلَدٌ فَاَنَا اَوَّلُ الۡعٰبِدِیۡنَ فھذہ الآیۃ تدل علی ان محمداً (ص) اول الکل وجوداً وان کان خاتم الرسل زماناً۔" (7)

یعنی: " اس حدیث کی تائید اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان بھی کرتا ہے: "کہیے اگر رحمان کا کوئی بیٹا ہوتا تو میں سب سے پہلے عبادت کرنے والوں میں سے ہوتا۔" پس یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ محمد ﷺ وجود کے اعتبار سے سب سے پہلے ہیں اگرچہ آپ زمانے کے اعتبار سے خاتم الرسل ہیں۔"

ii۔رسول اکرمؐ کا ارشاد گرامی ہے:

"کنت نبیّا و آدم و بین الماء والطین" (8)

یعنی: " میں نبی تھا اور آدم ابھی پانی اور مٹی کے درمیان تھا۔"

## اپنی امت پر گواہ

جہاں قرآن حکیم نے آنحضرتؐ کو دیگر امتوں کے نبیوں پر گواہ قرار دیا ہے وہاں اپنی امت پر بھی گواہ قرار دیا ہے جیسے کہ دیگر نبی اپنے اپنے مقام پر اپنی اپنی امت پر گواہ ہوں گے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا گیا ہے:

"وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا" (9)

یعنی: " اس طرح ہم نے تمھیں امت وسط قرار دیا ہے تاکہ تم لوگوں پر گواہ ہو جاؤ اور پیغمبر تم پر گواہ ہوں۔"

یہ آیت بھی آنحضرتؐ کی عصمت پر دلالت کرتی ہے۔ یہ بات یاد رہے کہ آپؐ کی امت میں اعلیٰ سے اعلیٰ شخصیتیں موجود ہیں۔ ایسی عظیم ہستیوں کی اس امت میں کمی نہیں جو عدالت کے بلند ترین مقام پر فائز ہیں۔ ظاہر ہے آنحضرتؐ کی عدالت کا درجہ ان سب سے مافوق ہے اور عصمت درحقیقت عدالت ہی کے بلند ترین درجے کا دوسرا نام ہے۔

## آنحضرت ﷺ کی زندگی میں اسوۂ حسنہ

آنحضرتؐ کی ساری زندگی میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لیے بہترین اور خوبصورت نمونہ قرار دیا ہے۔ جیسا کہ ارشاد پروردگار ہے:

"لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ" (10)

یاد رہے کہ "حسن" کے مقابلے میں "قبح" ہے اور اللہ تعالیٰ نے رسول اللہؐ کی ساری زندگی میں ہمارے لیے اسوۂ حسنہ قرار دیا ہے۔ اللہ کی اطاعت اور فرمانبرداری کا راستہ انسان کی زندگی میں معنوی اور باطنی حسن پیدا کرتا ہے اور اس کی نافرمانی کا راستہ "قبح" کے وجود میں آنے کا باعث بنتا ہے۔ اس لحاظ سے یہ آیہ مجیدہ آنحضرتؐ کی عصمتِ مطلقہ پر دلالت کرتی ہے۔

## رسول اللہؐ کا ہاتھ اللہ کا ہاتھ ہے

آنحضرتؐ جب اہل ایمان سے بیعت لیتے تھے تو آپ کا ہاتھ اوپر ہوتا تھا اور نیچے بیعت کرنے والے کا ہاتھ ہوتا تھا۔ آپؐ کے اس طرح سے بیعت لینے پر آپؐ کے ہاتھ کو اللہ تعالیٰ نے اپنا ہاتھ قرار دیا ہے۔ جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے:

"اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ" (11)

یعنی: " جو لوگ آپ کی بیعت کرتے ہیں وہ اللہ ہی کی بیعت کرتے ہیں اُن کے ہاتھوں کے اوپر (دراصل) اللہ کا ہاتھ ہوتا ہے۔"

اس آیت سے آنحضرتؐ کا وجود مظہر الٰہی قرار پاتا ہے۔ اس طرح سے واضح طور پر یہ آیت آنحضرتؐ کی عصمت پر دلالت کرتی ہے۔

## آنحضور ﷺ صراط مستقیم پر ہیں

سورہ یٰس میں ارشاد فرمایا گیا ہے:

"یٰسٓO وَالْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِO اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَO عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ" (12)

یعنی: "یٰس قرآن حکیم کی قسم ہے کہ آپ رسولوں میں سے ہیں اور صراط مستقیم پر ہیں۔"

یہاں پر اللہ تعالیٰ قرآن حکیم کی قسم کھا کر آپؐ کے صراط مستقیم پر ہونے کی شہادت دے رہا ہے اور یہ شہادت بغیر کسی قید و شرط کے مطلق طور پر دی جا رہی ہے۔ لطف کی بات یہ ہے کہ خود اللہ تعالیٰ اپنے بارے میں بھی قرآن حکیم میں ایک مقام پر یہی بات اپنے پیغمبر حضرت ہودؑ کی زبانی بیان فرماتا ہے۔ جیسا کہ مندرجہ ذیل آیت میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے:

"اِنِّیْ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ رَبِّیْ وَرَبِّکُمْ مَا مِنْ دَآبَّۃٍ اِلَّا ھُوَ اٰخِذٌ بِنَاصِیَتِھَا اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ" (13)

یعنی: " (حضرت ھودؑ اپنی قوم سے کہتے ہیں) یقیناً میرا بھروسا اس اللہ پر ہے جو میرا بھی رب ہے اور تمھارا بھی رب ہے، چلنے پھرنے والی کوئی چیز ایسی نہیں ہے مگر یہ کہ اللہ نے اسے پکڑ رکھا ہے۔ یقیناً میرا پروردگار صراط مستقیم پر ہے۔"

صراط مستقیم پر ہونے کا مطلب بالکل واضح ہے کہ جو شخص صراط مستقیم پر ہے اس کے ہاں کجی، ٹیڑھ پن اور انحراف کا کوئی امکان نہیں ہے کیونکہ انحراف صراط مستقیم پر ہونے کے منافی ہے۔ گناہ اور اللہ کی نافرمانی دراصل صراط مستقیم سے انحراف ہی ہے۔ لہٰذا جس ہستی کے بارے میں اللہ یہ فرما دے کہ وہ صراط مستقیم پر ہے اس کی زندگی میں راہ حق سے انحراف یا اللہ کی نافرمانی کی کامل طور پر نفی ہو جاتی ہے۔ اللہ کے صراط مستقیم پر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اُس کے سارے نظام خلق و امر میں کہیں کوئی کجی اور خرابی نہیں ہے۔ اُس کا سارا نظام عدل پر کارفرما ہے۔

انبیاء کے بارے میں اس کا انتخاب بھی اسی نظام عدل کے ماتحت ہے۔ اُس نے کسی ایسے شخص کو اپنی نمائندگی نہیں سونپی جو اللہ کے بندوں کو صراط مستقیم سے بھٹکا دے اور انھیں انحراف کے راستے پر لے جائے۔ اللہ کے یہ بندے جنھیں اس کا نبی ہونے کا شرف حاصل ہے ان کا کام عدل کے راستے پر اللہ کے بندوں کی راہنمائی کرنا ہے۔ اُن کی راہنمائی چاہے قولی ہو اور چاہے عملی اس میں انحراف اور کجی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

ان آیات کریمہ سے یہ بات بھی واضح ہو جاتی ہے کہ آنحضرتؐ کا وجود مسعود دراصل آئینہ خدا نما اور مظہر حق ہے۔ تاہم استاد جوادی آملی کے بقول اللہ کا صراط مستقیم پر ہونا بالذات اور اس کے رسول کا صراط مستقیم پر ہونا بالعرض ہے۔ اللہ ظاہر ہے اور آنحضرت اس کا مظہر ہیں۔ (14)

## آنحضرتؐ کی عصمت کے مختلف پہلو

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عصمت کے بارے میں بعض سوالات یا اشتباہات کا جائزہ لینے سے پہلے ضروری ہے کہ ہم یہ وضاحت کر دیں کہ انبیاء کی عصمت کے متعدد پہلو ہیں:

۱۔ وحی کے ذریعے صحیح طور پر علوم و معارف کا حاصل اور اخذ کرنا۔

۲۔ نبی جو کچھ وحی کے ذریعے سے حاصل کرے اسے یاد رکھے اور فراموش نہ کرے۔

۳۔ جو کچھ وحی کی صورت میں حاصل کرے اسے بلا کم و کاست پہنچا دے۔

جب ہم ان تینوں پہلوؤں کے حوالے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عصمت کا جائزہ لیتے ہیں تو قرآن حکیم میں ہر پہلو سے واضح طور پر آیات موجود پاتے ہیں۔ ذیل میں ہم انہی حوالوں سے چند آیات کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

## صحیح طور پر علوم و معارف کا حاصل کرنا:

قرآن حکیم کی متعدد آیات اس امر کی شہادت دیتی ہیں کہ آنحضرتؐ نے وحی کی صورت میں پروردگار سے جو علوم و معارف حاصل کیے اس میں ذرہ بھر غلطی اور اشتباہ کا امکان نہیں جیسا کہ مندرجہ ذیل آیت میں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔

"مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى" (15)

یعنی: " جسے انھوں نے دیکھا اس کے بارے میں ان کے دل نے دھوکا نہیں کھایا۔"

اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ نے بغیر کسی خطا یا اشتباہ سے پروردگار سے معارف اخذ کیے۔ اسی سورۃ کی ایک اور آیت بھی اس حوالے سے ہماری مدد کرتی ہے:

"مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى" (16)

یعنی: " نہ نظر چوکی اور نہ آگے بڑھی۔"

اس آیت کی دلالت کے لیے بھی مندرجہ بالا آیت کے مفہوم کو سامنے رکھنے کی ضرورت ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ آنحضرتؐ نے حقائق کو دیکھنے، سمجھنے، حاصل کرنے اور بیان کرنے میں کسی قسم کی کوئی خطا یا لغزش نہیں کی۔ قرآن حکیم کے بلند مرتبہ حقائق جو آنحضرتؐ پر نازل ہوئے ان کے بارے میں ارشاد فرمایا گیا ہے:

"فِيْ صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍO مَّرْفُوْعَةٍ مُّطَهَّرَةٍO بِاَيْدِيْ سَفَرَةٍO كِرَامٍۭ بَرَرَةٍ" (17)

یعنی: " وہ ایسے صحیفوں میں ہے جو بہت عزت دار ہیں، بلند درجے کے پاک و پاکیزہ ہیں جنھیں عزت دار اور نیک کردار ہاتھوں نے لکھا ہے۔"

یہ بلند مرتبہ حقائق آنحضرتؐ پر نازل ہوئے اور آپؐ نے انھیں اخذ کرنے میں کوئی غلطی نہیں کی۔ گویا اس پہلو سے آپؐ معصوم ہیں۔

## آنحضرت ﷺ سے سہو و نسیان کی نفی:

قرآن حکیم کی متعدد آیات میں آنحضرتؐ سے سہو و نسیان کی نفی کی گئی ہے جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے:

"سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰى"(18)

یعنی: " ہم آپ کو پڑھادیں گے پس آپ بھولیں گے نہیں۔"

سہو و نسیان کی ایک وجہ انسان کا غافل ہو جانا بھی ہے۔ یہ غفلت خاص طور پر دلوں کی غفلت سے عبارت ہے جب کہ آنحضرتؐ تو اپنے بارے یہاں تک ارشاد فرماتے ہیں:

"تنام عيناي ولا ينام قلبي" (19)

یعنی: " میری آنکھیں تو سو جاتی ہیں لیکن دل نہیں سوتا۔"

جس ہستی کا سوتے ہوئے دل جاگتا رہے اس کے بارے میں سہو و نسیان کا امکان ہرگز درست نہیں ہوسکتا۔ سہو و نسیان کی تو فرشتوں سے بھی نفی کی گئی ہے چہ جائیکہ مسجود الملائکہ جس کا سب سے اہم اور افضل مصداق سید المرسلینؐ کی ذات گرامی صفات ہے۔ حضرت علیؑ فرشتوں کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں:

"لا يغشاهم نومُ العيون ولا سهوُ العقول ولا فترةُ الابدان ولا غفلة النسيان" (20)

یعنی: " فرشتوں کی نہ آنکھیں سوتی ہیں نہ اُن کی عقلیں خطا کرتی ہیں نہ اُن کے بدن خستگی کا شکار ہوتے ہیں اور نہ انھیں نسیان کی غفلت لاحق ہوتی ہے۔"

### بلا کم وکاست پہنچانا:

آنحضرتؐ نے اللہ تعالیٰ سے جو کچھ علوم و معارف حاصل کیے انھیں یاد رکھا اور پھر انھیں بلا کم وکاست بندگان خدا تک پہنچا دیا جیسا کہ قرآن حکیم کی مندرجہ ذیل آیات سے ظاہر ہوتا ہے:

"وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی O اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی" (21)

یعنی: "آپ اپنی ہوائے نفس سے کلام نہیں کرتے بلکہ آپ جو کچھ کہتے ہیں سب اللہ کی طرف سے آپ پر وحی کیا گیا ہوتا ہے۔"

خود اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمادیا تھا کہ ان پر جو کچھ وحی کی جائے گی اُسے خود آپؐ ہی کے توسط سے بندوں تک پہنچانا اللہ ہی کے ذمے ہے۔ جیسا کہ سورۃ قیامت کی اس آیت سے واضح ہوتا ہے:

"اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ" (22)

یعنی: " بلاشبہ ہمارے ذمہ ہے اسے جمع کرنا اور اسے پڑھوانا۔"

### تتمہ کلام

بعض لوگ قرآن حکیم کی بعض آیات سے آپؐ کی عصمت کے حوالے سے اشتباہ کا شکار ہو جاتے ہیں ہم ان تمام آیات کا الگ الگ سے جائزہ لے کر یہ بات ثابت کر سکتے ہیں کہ کوئی آیت بھی آنحضرتؐ سے خلاف عصمت کوئی امر صادر ہونے پر دلالت نہیں کرتی۔ اس مرحلے پر ہم صرف یہ کہنا چاہتے ہیں کہ ایسی آیات کو سمجھنے سے پہلے مندرجہ بالا مطالب کو سامنے رکھنے کی ضرورت ہے۔ محکم عقلی و نقلی دلائل آنحضرتؐ کے مقام عصمت کبریٰ پر فائز ہونے کی حکایت کرتے ہیں لہٰذا دیگر تمام آیات کے مفہوم کا تعین کرنے سے پہلے ان دلائل کو سامنے رکھنے کی ضرورت ہے۔

*****

## مصادر و حواشی

---

1۔۸۔انفال:۲۶

2۔۴۔نساء:۵۹

3۔۴۔نساء:۸۰

4۔۳۔آل عمران:۳۱

5۔۴۔نساء:۴۱

6۔جوادی، عبداللہ، آملی: تفسیر موضوعی قرآن مجید، سیرت علمی و عملی حضرت رسول اکرمؐ (قم، مرکز نشر اسراء، ۱۳۷۴ش ھ) ج۹، ص۲۸

7۔ (۴۳زخرف:۸۱)، تفسیر قمی، ج۱، ص۱۷

8۔ ان دونوں احادیث کے لیے دیکھیے: تفسیر ابن عربی ج۱، ص۴۱۸، سورہ کہف کی آیت ۸و۹ کی تفسیر کے ذیل میں۔ پہلی حدیث کے لیے دیکھیے: حلبی، سیرۃ حلبیہ، ج۱، ص ۲۴۰۔ نیز قندوزی، ینابیع المودۃ، ج۳، ص ۲۱۴۔ بحار الانوار، ج۱، ص۹۷، کتاب العقل، باب ۲، ح۷، ابن ابی جمہور، عوالی اللئالی، ج۴، ص۹۹، ح ۱۴۰۔ دوسری حدیث کے لیے دیکھیے: ابن شہر آشوب، مناقب آل ابی طالب، ج۱، ص ۱۸۳، فصل فی اللطائف۔ الایجی، المواقف، ج۳، ص ۳۴۰۔ امام فخر الدین رازی، تفسیر کبیر، جلد ۶، ص ۲۱۳، ذیل آیت تلک الرسل۔ ابی حیان اندلسی، تفسیر البحر المحیط، ج۴، ص ۲۶۳۔ آلوسی، تفسیر الآلوسی، ج۷، ص۱۴۰۔ قندوزی، ینابیع المودۃ، ج۱، ص۴۶۔ فیض

کاشانی، تفسیر صافی، ج۵، ص۷۳۔ابن ابی جمہور، عوالی اللئالی، ج۴، ص۱۲۱، ح۲۰۰۔ یہ حدیث مسند احمد کے علاوہ مستدرک حاکم نیشاپوری میں بھی روایت ہوئی ہے۔امام حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور امام ذہبی نے بھی اپنے انتخاب میں اسے باقی رکھا ہے۔ مسند احمد وغیرہ کی عبارت یوں ہے کہ راوی کہتا ہے:

قلت: یا رسول اللہ متی کنت نبیاً،

قال: کنت نبیاً و آدم بین الروح والجسد

امام ترمذی نے اسے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کیا ہے۔ترمذی کی عبارت کچھ یوں ہے:

قالو: یا رسول اللہ متی وحیث لك النبوۃ؟

قال: و آدم بین الروح والجسد

9۔۲۔بقرہ: ۱۴۳

10۔۔احزاب: ۲۱

11۔۴۸۔فتح: ۱۰

12۔یٰس: ۱تا۴

13۔۱۱۔ھود: ۵۶

14۔جوادی، عبداللہ، آملی: تفسیر موضوعی قرآن مجید، سیرت علمی و عملی حضرت رسول اکرمؐ (قم، مرکز نشر اسراء، ۱۳۷۴ش ھ) ج۹، ص۵۱

15۔ نجم: ۱۱

16۔ ۵۳نجم: ۱۷

17۔۸۰عبس: ۱۳تا۱۵

18۔۸۷۔اعلیٰ: ۶

19۔ نہج الفصاحہ، شمارہ ۱۱۸۰

20۔ نہج البلاغہ، خطبہ ۱

21۔۵۳۔ نجم: ۳و۴

22۔۷۵۔ قیامۃ: